AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

پیغامِ نبوت (ﷺ) کی ترویج میں صحابیاتؓ کا کردار: تاریخی مطالعہ

The Role of Companions Sahabiyat in the Propagation of the Prophet’s (PBUH) Message: A Historical Study

Dr. Anwar Ul Haq
Assistant Professor
Department of Islamic Thought & Culture,
NUML, Karachi, Campus
anwar.ulhaq@numl.edu.pk

Hafiz Muhammad Rizwan
Teaching Assistant
Dept. of Islamic Learning,
University of Karachi
Email: mrizwaan94@gmail.com

ABSTRACT

The life of the Holy Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) represents a continuous and unwavering struggle for the propagation of Islam. The central objective of this sacred mission was the establishment of the Kalima Tayyiba—the declaration of faith that forms the very foundation of Islam. The first part of the Kalima affirms the absolute oneness of Allah, the Lord of Majesty and Glory, while rejecting every form of polytheism and idolatry. The second part confirms the finality of Prophethood in the person of Muhammad ﷺ, the last and ultimate Messenger of Allah. For the sake of this divine message, the Prophet ﷺ endured severe persecution, hardships, separation, ridicule, and relentless opposition from the disbelievers of Makkah. Despite these adversities, a small group of devoted companions stood firm against overwhelming forces of falsehood to uphold and spread the truth. Among these noble efforts, the contributions of the Prophet’s noble wives (Ummahat al-Mu’minin) and the Sahabiyat (female companions) remain remarkable and unforgettable. Their dedication, courage, and steadfastness left indelible marks in the history of Islam and played a pivotal role in the dissemination of the Prophetic message.

Keywords: Kalima Tayyaba, propagation of Islam, last prophet, disbelievers of Makkah

عہد نبوی ﷺ میں صحابیات نے جہاں معاشرتی، سماجی، معاشی، طبی اور اخلاقی استحکام کے لئے ممکنہ کوششیں کیں، وہاں صحابیات کا دینی سرگرمیوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے، صحابیات رضی اللہ عنہن نے عہد نبوی ﷺ ہو یا خلافت راشدہ، اپنی دینی خدمات کے ذریعے انمٹ نقوش قائم کر دیئے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی آغوش سے ایسی نسلِ نو نے جنم لیا جس نے پوری دنیا میں اپنی معاشرتی، سماجی، معاشی، طبی، اخلاقی اور علمی فتوحات کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ دینی سرگرمیوں کے سلسلہ میں سابقہ اُمم کی خواتین کے بارے میں قرآن کریم و حدیث کے متعدد مقامات پر تذکرہ موجود ہے۔ تاہم خواتین کے دعوتی کردار کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه“ 1

” اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے کارساز ہیں، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔“

حدیث نبوی ﷺ میں داعی خواتین

متعدد احادیث مبارکہ سے ہمیں معلومات ملتی ہے کہ دین کی ترویج و اشاعت میں خواتین کا کردار کتنا اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ حدیث متعدد کتب حدیث میں موجود ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرانَ، وخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وفاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ.“ 2

” دنیا بھر کی عورتوں میں صرف چار کے فضائل جاننا تیرے لیے کافی ہے۔ وہ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ، زوجہ فرعون ہیں۔“

درجِ بالا حدیث پاک کے مطابق مبلغ و داعی خواتین کے لیے ان چار خواتین کا کردار قابل تحسین و اتباع ہے۔ ان چار خواتین کا کردار ہر دور، ہر امت اور ہر نسل میں نمایاں حیثیت کا حامل رہا ہے۔

احادیث نبویہ ﷺ میں بھی خواتین کی دعوتی سرگرمیوں کے بارے میں واضح بیانات موجود ہیں اور پھر اسی کی تائید میں رسول اللہ ﷺ کی کثرت ازواج کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے دعوتی مشن کی کامیابی کے لیے یہ شادیاں کی تھیں۔ 3 آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے دعوت و تبلیغ کا فریضہ بحسن و خوبی انجام دیا۔ لہٰذا اولاً امہات المومنین کی دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے بعد باقی صحابیات کی دعوتی و اشاعت اسلام میں عملی کردار کا جائزہ لیں گے۔

اُمّ المومنین سیدۃ النساء حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

شرافت و نجابت، امانت و دیانتداری، راست گوئی و ایفائے عہد، احساسِ ذمہ داری، فراخ دلی اور ادب و اخلاق آپؓ کی ذاتِ اقدس کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپؓ کے انہی اعلیٰ اوصاف کے باعث زمانہ جاہلیت میں بھی آپؓ کو ”طاہرہ“ 4 کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

اسلام کا ابتدائی دور بڑی آزمائشوں کا دور تھا، اسی تناظر میں آپؓ روئے کائنات پر وہ پہلی ہستی ہیں جنھوں نے نبوتِ رسول ﷺ کا بلا حیل و حجت فوراً اقرار کیا اور ایمان لانے میں مرد و خواتین پر سبقت لے گئیں۔ آپؓ کا نبوتِ رسول ﷺ پر کامل یقین حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے مزید ہمت و تسکین کا باعث بنا۔ آپؓ کا ساتھ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے مضبوط ترین سہارا اور ذریعۂ اطمینان تھا۔ جب تمام قبیلہ اور رشتہ دار آپ ﷺ کے بدترین دشمن ہوگئے اس وقت آپؓ ہی ان کے لیے تسلی و تشفی اور ڈھارس بندھانے کا ذریعہ بنیں۔

حضرت خدیجہؓ مکہ کی امیر تاجر خاتون تھیں۔ آپؓ نے جانی مصائب برداشت کرتے ہوئے مالی قربانی بھی دی اور دینی سرگرمیوں پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے راستے میں ساری دولت خرچ کر دی۔ شعب ابی طالب میں اسلام کی خاطر مصائب وآلام برداشت کرتے ہوئے آپؓ ۱۱ رمضان المبارک ۱۰ نبوی کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں اور مکہ کے قبرستان حجون میں دفن ہوئیں، اس وقت ان کی عمر مبارک ۶۵ برس تھی۔ 5

اُمّ المومنین سیّدہ سودہؓ بنتِ زمعہ

جب دعوتِ حق کے چرچے چار سُو پھیلنا شروع ہوئے تو سیّدہ سودہؓ اور ان کے شوہر حضرت سکرانؓ بن عمرو نے قبیلہ عامر بن لوی میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔6 سیّدہ سودہؓ نہایت صالح طبیعت کی حامل تھیں۔ ایمان لانے کے کچھ عرصہ بعد ہی آپؓ نے اپنے قبیلے میں تبلیغِ دین شروع کر دی جس کے نتیجہ میں اس قبیلہ کے کئی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔7 حضرت سکرانؓ سے آپ رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا تھا جن کا نام عبد الرحمن تھا۔8 حضرت سکرانؓ کی وفات حبشہ میں ہوئی اس کے بعد بحکم اِلٰہی آپؓ کا دوسرا نکاح حضور نبی اکرم ﷺ سے ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب مشرکینِ مکہ نے حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے حامیوں کو اذیتیں اور تکالیف پہنچانے کے لیے کوئی بھی ہتھکنڈا نہ چھوڑا تھا۔ ایسے حالات میں سیّدہ سودہؓ بنتِ زمعہ نہ صرف نہایت دانشمندی سے حضور ﷺ کا حوصلہ بڑھاتی رہیں بلکہ حافظ ابنِ حجرؒ نے الاصابہ میں لکھا کہ:

"سیّدہ سودہؓ دستکار تھیں، اس سے جو آمدنی ہوتی اسے دریادلی سے راہِ خدا میں خرچ کر دیا کرتی تھیں۔" 9

آپؓ کا ۲۳/۲۲ھ میں وصال ہوا۔10

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دعوتی کردار

سیدہ عائشہ صدیقہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میرا آدھا دین عائشہ کی وجہ سے محفوظ ہو گا۔" 11

اسلام کی نشرو اشاعت کی سرگرمیوں میں آپ کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ علم کے حصول میں بہت زیادہ مشغول رہتی تھیں، علاوہ ازاں آپؓ کا معمول یہ بھی تھا کہ جب کسی صحابیہؓ کو مسئلہ درپیش ہوتا اور وہ براہ راست رسول ﷺ سے سوالات نہیں کر سکتی تھیں تو آپؓ ان مسائل کا حل نبی کریم ﷺ سے پوچھ کر صحابیاتؓ کو بتاتیں تھیں۔ اسی وجہ سے آپؓ کا شمار مکثرات صحابہ میں ہے، اور آپؓ سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ آپؓ نے ۱۷ رمضان المبارک 58ھ کو نمازِ وتر کے بعد شب کے وقت وفات پائی۔12

اُمّ المومنین سیدہ حفصہ بنت عمرؓ کا دعوتی کردار

دعوت واسلام کی نشرو اشاعت کے باب میں حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ کا نام بھی سرفہرست ہے۔ نکتہ آفرینی، زور بیان اور فصاحت و بلاغت میں ان کا خاندان ایک امتیازی مقام رکھتا تھا۔ حضرت حفصہؓ کو یہ تمام اوصاف و خصوصیات ورثہ میں ملے تھے۔ وہ لکھنا، پڑھنا جانتی تھیں۔ آپؓ صحابیات کو علم کی ترغیب دلاتیں۔13

ماجد البنکانی نے لکھاہے کہ "امہات المومنین میں سیدہ حفصہؓ کو ایک امتیاز یہ حاصل تھا کہ قرآن مجید کا قلمی نسخہ اس کے پاس موجود تھا جس کی وہ دل وجان سے حفاظت کیا کرتی تھیں۔" 14

اور عہد عثمانی میں بھی انہی نسخوں کی نقول حضرت عثمانؓ کی مہر کے ساتھ تمام علاقوں میں بھیجی گئی تھیں۔ اس طرح قرآن کی ترتیب و تدوین اور حفاظت کا سہرا بھی انہی کے سر رہا ہے۔ آپؓ کی وفات ایک روایت کے مطابق 41ھ اور دوسری روایت کے مطابق 45ھ میں ہوئی۔15

اُمّ المومنین سیّدہ اُم سلمہؓ بنتِ ابی امیہ

آپؓ کے والد کا نام ابی امیہ بن مغیرہ تھا جو نہایت دولت مند انسان تھا۔ آپؓ کا پہلا نکاح رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی حضرت ابو سلمہؓ سے ہوا۔ حضرت ابو سلمہؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس لحاظ سے رضاعی بھائی تھے کہ انہوں نے ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔ جب تبلیغ حق کا آغاز ہوا تو اس پاکیزہ جوڑے نے اپنے قبیلے سے چھپ کر مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس جوڑے کے قبولِ اسلام کی خبر عام ہوتے ہی ان پر بھی ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے جسے انہوں نے صبر و حوصلہ سے برداشت کیا۔ جب مکہ میں حالات بدترین ہوگئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے اس جوڑے نے حبشہ ہجرت کی۔ وہاں زندگی نے کچھ سُکھ کا سانس لیا لیکن اپنے ہادی و مرشد سے دوری ان کے لیے سخت اذیت کا باعث بنی ہوئی تھی۔ اس لیے حالات کی درستگی کی خبر ملتے ہی دونوں میاں بیوی فوراً ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ لیکن کفار کے ظلم و ستم بدستور جاری تھے۔ چنانچہ بحکم ہادی اکرم ﷺ اس جوڑے نے دوسری مرتبہ راہِ حق کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا۔ حضرت اُمِ سلمہؓ ہی وہ واحد ہستی ہیں جن سے ہجرتِ حبشہ کے حالات و واقعات اور نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیارؓ کی ایمان افروز تاریخی تقریر کی روایات ملتی ہیں۔ بلاشبہ حضرت اُمِ سلمہؓ نے دینِ اسلام کا یہ انتہائی اہم حصہ بڑی امانتداری سے حوالۂ تاریخ کیا۔

ہجرتِ مدینہ کے موقع پر سیّدہ اُمِ سلمہؓ نے جس سخت ترین آزمائش کا سامنا کیا، وہ انہی اصحابِ ہمت و عزیمت کا کام تھا۔ آپؓ حسن و جمال کے ساتھ ساتھ عقل و فہم میں بھی باکمال تھیں، عقل و فہم کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں بھی ان کی مہارت خاص طور پر ممتاز تھی۔ آپؓ کا سالِ وفات ۶۱ھ یا ۶۳ھ ہے۔ مدینہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔16

اُمّ المومنین سیّدہ جویریہؓ

آپؓ قبیلہ کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ جب قریش کے بھڑکانے پر اس قبیلے نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؐ کے اکابرین پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا ابو بکر صدیقؓ کی سربراہی میں اس قبیلہ سے نبرد آزما ہونے کے لیے ایک دستہ روانہ فرمایا جس کے نتیجہ میں اس قبیلہ کو شکست ہوئی اور اس کے تقریباً ۶۰۰ افراد قیدی ہوئے۔ انہی قیدیوں میں سیّدہ جویریہؓ بھی شامل تھیں۔17 اس وقت آپؓ کی عمر مبارک ۲۰ برس تھی۔ مالِ غنیمت کی تقسیم میں آپؓ حضرت ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آئیں لیکن آپؓ نے غلام بن کر رہنا ہرگز منظور نہ کیا اور حضرت ثابتؓ سے درخواست کی کہ انہیں فدیہ لیکر آزاد کر دیا جائے۔ چونکہ سیّدہؓ کے پاس مال و اسباب کچھ نہ تھا اس لیے آپؓ نے مالی امداد کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"میں تمہاری طرف سے فدیہ کی رقم ادا کر دیتا ہوں تم آزادی حاصل کرنے کے بعد مجھ سے نکاح کر لو۔"

حضرت سیّدہ جویریہؓ راضی ہو گئیں۔ یوں سیّدہ جویریہؓ آزاد ہو گئیں۔18 جب آپؓ کے والد کو آپؓ کے دورانِ جنگ بچ جانے کی خبر ملی تو وہ بہت سامان واسباب بطور فدیہ لے کر آقا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹی کی واپسی کا مطالبہ کیا۔19 آپ ﷺ نے اس کا فیصلہ سیّدہ جویریہؓ پر چھوڑا جس پر سیّدہؓ نے نبی ﷺ کی غلامی اختیار کرنے کی رضامندی ظاہر فرمائی۔ آپؓ کے قبولِ اسلام کے ساتھ ہی آپ کے والد اور دیگر قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یوں بنی مصطلق نے دوبارہ کبھی مسلمانوں کے خلاف قدم نہ اُٹھایا۔ سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

"دنیا میں کسی عورت کا نکاح سیّدہ جویریہؓ کے نکاح سے بڑھ کر مبارک ثابت نہیں ہوا کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام بنی مصطلق کو

غلامی سے نجات حاصل ہو گئی۔"20

آپؓ نہایت صابر اور عبادت گزار تھیں۔ آپؓ ۵۰ یا ۵۶ ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔21

چند ازواجِ مطہرات جنہوں نے اشاعت اسلام میں نمایاں کردار ادا کیا، کی حیاتِ طیبہ کو پڑھنے سے یہ بات ہر صاحبِ عقل وذی شعور کو سمجھ آجاتی ہے کہ بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر نکاح کا مقصد دینِ حق کی ترویج واشاعت ہی تھا اور آپ ﷺ کی تمام ازواجِ مطہراتؓ نے اس عظیم مقصد میں آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔

ندائے اسلام

آغازِ اسلام میں قبول اسلام کے اظہار کے لئے بھی ہمت شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی۔ کفار کے ظلم وستم کے باوجود صحابہؓ کے ساتھ صحابیاتؓ نے بھی پوری جرات کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا، چنانچہ ابتدا میں جن سات بزرگوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا، ان میں خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت صہیب، حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتویں ایک غریب صحابیہ حضرت سمیہؓ بھی شامل ہیں۔

دعوت واقامتِ دین کی جدوجہد میں صحابیاتؓ کی تاریخ بہت روشن ہے۔ اسلام نے اپنے ابتدائی زمانہ میں جس قدر حالات کے پیچ وخم دیکھے۔ اُن میں صحابیات قدم بقدم ساتھ رہیں۔ اپنے روشن زمانہ میں اسلام کے جانبازوں نے جس قدر جنگیں لڑیں، صحابیاتؓ ہر لمحہ اور ہر لحظہ اُنکی معاون ومددگار رہیں۔ مردوں کی طرح اُنہوں نے بھی اپنا گھر بار چھوڑا، رشتہ داروں اور قرابت داروں سے قطع تعلقی اختیار کی، اپنے مال ومتاع سے دینِ حق کی امداد کی۔

تاریخی شواہدات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں دعوت و تبلیغ میں ازواج النبی ﷺ کے علاوہ دیگر صحابیاتؓ کا کردار بھی نہایت اہم اور نمایاں ہے کہ بہت سے جید صحابہ کرامؓ بھی صحابیاتؓ کی دعوت سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے جن میں حضرت ابو العاصؓ جن کا نکاح سیدہ زینب بنت رسول ﷺ سے ہوا، 22 اور انہوں نے سیدہ کے اخلاقی کردار سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا اور حضرت عمر فاروقؓ سر فہرست ہیں۔ آپ اپنی بہن کی دعوت پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔23، حضرت عکرمہ بن ابی جہل اپنی بیوی ام حکیم کی کوشش سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔24

تقدم فی الاسلام کے بعد سب سے بڑا شرف "تقدم فی الہجرۃ" ہے۔ اس میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہجرت کرنے والوں میں مہاجرات صحابیاتؓ شریک ہیں، اسلام میں سب سے پہلی ہجرت، ہجرت حبشہ ہے اور اس ہجرت میں ایک صحابیہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو وہ شرف حاصل ہوا کہ جس پر تمام صحابہ رشک کرتے تھے۔ ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہیں کہ عمرؓ اور اس کے اصحاب کی ایک ہجرت ہے اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتیں ہیں، اور اسی حدیث میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگوں کو نصیحت بھی کرتے تھے۔25

تحمل شدائد اور صحابیات رضی اللہ عنہن

صحابہ کرامؓ کے ساتھ صحابیاتؓ نے بھی اسلام کی راہ میں ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کیا، مختلف سختیوں اور آزمائشوں کا انھیں شکار بننا پڑا۔ لیکن ان کے ایمان میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ صحابیاتؓ کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہؓ نے اسلام بھی قبول کیا اور سب سے پہلے ایک صحابیہ نے شرف شہادت بھی حاصل کی، اور سیدنا عمر بن خطابؓ کی بہن نے جب اسلام قبول کیا اور عمر کو ان کا حال معلوم ہوا تو ان کو اس قدر مارا کہ لہولہان ہو گئیں لیکن انھوں نے صاف کہ دیا جو کچھ کرنا کر لو میں تو اسلام لا چکی۔26

حضرت زنیرہؓ 27اور نہدیہؓ 28(باندیاں) کو بھی کفار سخت تکلیفیں دیتے اور سختیاں کرتے؛لیکن وہ سب اسلام پر جمی رہیں۔سید نا عمرؓ اپنے اسلام سے قبل ان کو اتنامارتے کہ تھک جاتے۔ تھک کر چھوڑ دیتے اور کہتے کہ میں رحم کھا کر تجھ کو نہیں چھوڑا بلکہ اس لیے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں ۔وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں۔ عمر اگر تم مسلمان نہ ہو گے تو اللہ تم سے ان بے رحمیوں کا انتقام لے گا۔ 29

ایمان لانے کے بعد سارے رشتے ناطے منقطع ہوجاتے ہیں ،شوہر بیوی سے جدا ہوجاتا ہے۔باپ بیٹے سے جدا ہوا،ماں بیٹی سے جدا ہوئی تو یہ بڑا صبر آزمامرحلہ تھا۔عورت کی زندگی کا دارومدار عام طور پر شوہر اور رشتہ داروں کی اعانت پر ہوتا ہے؛لیکن صحابیاتؓ نے اس تکلیف کو بھی اسلام کی سربلندی اور رب کی رضا کے لیے برداشت کرلیا۔

توحید پر استقامت

کفار نے صحابیات کو طرح طرح کی تکلیفین دیں؛لیکن ان کی زبان سے توحید کے علاوہ کچھ نہیں نکلا۔سیدہ ام شریکؓ ایمان لائیں؛توان کے اعزہ واقرباءنے ان کو دھوپ میں لے جاکر کھڑا کردیا۔اس حالت میں جب کہ وہ دھوپ میں جل رہی تھیں تین دن گذر گئے؛تو ظالموں نے کہا کہ جس دین پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو۔وہ اس قدر بدحواس ہوچکی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں۔جب انھوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو وہ سمجھیں کہ یہ ظالم ہم سے توحید کا انکار کروانا چاہتے ہیں۔توام شریکؓ کہنے لگیں:

" خدا کی قسم میں اب بھی اسی پر قائم ہوں۔"30

"آپؓ وہ صحابیہ ہیں جو آغاز اسلام میں خفیہ طور پر قریش مکہ کی عورتوں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتی تھیں؛قریش کو انکی خفیہ دعوتی سرگرمیوں کا علم ہوا تو انھیں کفار نے مکہ سے نکال دیا۔"31

شرک سے علیحدگی

مختلف اسباب کی وجہ سے عورتیں قدیم رسم ورواج اور قدیم عقائد کی پابند ہوتی ہیں،عرب میں مشرکانہ عقائد و نظریات اور باطل رسم ورواج پھیل کر قلوب میں راسخ ہوگئے تھے،لیکن صحابیاتؓ نے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی شدت سے ان عقائد کا انکار کیا۔اہل عرب کا خیال تھا کہ جو بتوں کی برائی بیان کرتا ہے،وہ مختلف بیماریوں اور آفتوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اس لیے جب سیدہ زنیرہؓ اسلام لانے کے بعد طبعا نابینا ہوگئیں،تو کفار نے یہ کہنا شروع کیا کہ ان کو لات اور عزی نے اندھا کردیا ہے۔لیکن انھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ لات وعزی خود مجبور ہیں،انھیں اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر۔32

اشاعت اسلام

صحابیات نے اپنی نیک نیتی سے صرف اسلام ہی قبول نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے اسلام کی اشاعت کے لیے بھی ہر ممکن قربانی پیش کی ۔بخاری میں یہ روایت ہے کہ صحابہ کرام نے ایک سفر میں ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔اس کے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہؓ نے پانی کی ضرورت سے ہی اسے پکڑا تھا۔لیکن رسول ﷺ نے اس کا پانی لیا تو اس کی قیمت بھی ادا کی۔اس عورت کو رسول اللہ کی اس اعلی دیانت کی وجہ سے اسی وقت آنحضرت ﷺ کی نبوت کا یقین ہوگیا۔اور اس اثر سے اس کا پورا قبیلہ مسلمان بھی ہوگیا ۔33

مختصر جائزہ سے معلوم ہوا کہ صحابیاتؓ نے اشاعت دین میں بے شمار تکالیف برداشت کرتے ہوئے اسلام کی سربلندی کا علم اٹھایا۔اب چند ایک صحابیاتؓ کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے ان کی دینی سرگرمیوں کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے:

حضرت سمیہؓ کا دعوتی کردار

آپ کا نام سمیہ بنت خباط یا سمیہ بنت خبط تھا، عمار ابن یاسر کی والدہ ماجدہ اور ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیزہ تھیں۔34 حضرت سمیہؓ کا اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا،35 کچھ دن اطمینان سے گزرے تھے کہ قریش کا ظلم و ستم شروع ہو گیا اور بتدریج بڑھتا گیا، چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا، طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا تھا۔ حضرت سمیہؓ کو بھی خاندانِ مغیرہ نے شرک پر مجبور کر دیا لیکن وہ اپنے عقیدہ پر نہایت شدت سے قائم رہیں، جس کا صلہ یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے، لیکن ان کے عزم و استقلال کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ سرد پڑ جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ ادھر سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے:

"آلِ یاسر! صبر کرو۔ اس کے عوض تمہارے لیے جنت ہے۔"36

اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کے کافروں نے ان کو بہت زیادہ ستایا۔ ایک مرتبہ ابو جہل نے نیزہ تان کر ان سے دھمکا کر کہا کہ تو کلمہ نہ پڑھ، ورنہ میں تجھے یہ نیزہ مار دوں گا۔

"حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سینہ تان کر زور زور سے کلمہ پڑھنا شروع کیا ابو جہل نے غصہ میں بھر کر ان کی ناف کے نیچے اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور شہید ہو گئیں۔"37

حضرت ام سلیمؓ کا دعوتی کردار

آپ کا نام ام سلیمؓ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام تھا۔ والدہ محترمہ کا نام ملیکہ تھا۔ آبائی سلسلہ نسب کی رو سے ام سلیم آنحضرت ﷺ کے جد امجد جناب عبد المطلب کی والدہ محترمہ سلمٰی بنت زید کی پوتی تھیں۔ اسی وجہ سے لوگ انھیں آپ ﷺ کی خالہ بھی کہتے تھے۔ حضرت ام سلیمؓ کا پہلا نکاح انہی کے قبیلے کے ایک شخص مالک بن نضر سے ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے مشہور صحابی انس بن مالکؓ انہی کی اولاد تھے۔ حضرت ام سلیمؓ کا شمار انصار کے ان خوش بخت افراد میں ہوتا ہے جو سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپؓ کے شوہر اول یعنی مالک بن نضر کو کسی وجہ سے قتل کر دیا گیا، اب ام سلیمؓ بیوہ تھیں اور انس کے بچپن کی وجہ سے کافی پریشان تھیں۔ پھر جوان بھی تھیں۔ اگر دوسرا نکاح کر بھی لیتیں تو یہ لائق اعتراض ہرگز نہ تھا۔ مگر انھوں نے بڑے صبر و استقلال سے کام لیا۔ کئی لوگوں نے نکاح کے پیغام بھیجے، مگر انھوں نے یہ کہہ کر رد کر دیئے کہ جب تک میرا بیٹا انس عقلمند لوگوں کی مجلسوں میں شریک ہونے اور بات چیت کرنے کے قابل نہ ہو جائے گ، تب تک نکاح نہیں کروں گی۔ پھر جب انس ہی میرے نکاح پر رضامند ہوں گے تو نکاح کروں گی۔ اس سے ان کا یہ مطلب تھا کہ سوتیلے باپ سے اسے کسی قسم کی تکلیف کا احساس اور خطرہ نہ ہو۔38

جب حضرت انسؓ عالم طفولیت کی حدوں سے نکل کر فہم و شعور کی منزل میں داخل ہوئے تو انہی کے قبیلے کے ایک شخص ابو طلحہؓ نے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن ابو طلحہ نے بھی ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

ام سلیمؓ نے ان سے کہا:

ابو طلحہ! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ میں محمد ﷺ پر ایمان لے آئی ہوں اور یہ گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔ مگر تمہارے اس رویے پر افسوس ہے کہ تم پتھر کے مجسموں اور لکڑی کی مورتیوں کو پوجتے ہو، جنہیں ایک بڑھئی تراش کر بت کی شکل میں بدلتا ہے۔ تم ہی بتاؤ یہ لکڑی اور پتھر کے بت تمہیں کچھ نفع یا نقصان دے سکتے ہیں۔؟ یاد رکھو میرا اور تم سب کا معبود اللہ

ہے۔ جو ساری دنیا کا خالق اور رازق ہے۔ اور نفع و نقصان کے تمام اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ تم حقیقی اللہ و معبود کو چھوڑ کر حاجت روائی اور عبادت کے لئے پتھر کی ساکت و صامت مورتیوں کے سامنے جبین نیاز جھکاتے ہو، اور بے اختیار اور ناتواں بتوں کو خدا سمجھتے ہو۔

ام سلیمؓ نے ابو طلحہ سے یہ بات کچھ ایسے حکیمانہ اور مخلصانہ انداز میں کی کہ اسلام کی صداقت اور سرور کائنات کی حقانیت ان کے دل پر مرتسم ہو گئی اور وہ تھوڑے سے غور و فکر کے بعد مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابو طلحہ مالی اعتبار سے معمولی حیثیت کے مالک تھے۔ لیکن چونکہ ام سلیمؓ کی تلقین و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے اس لئے ام سلیمؓ کے دل میں ان کی وقعت بڑھ گئی تھی۔ اور ان کے قبول اسلام کے فوراً بعد ہی ان سے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے نکاح کرتی ہوں اور تمہارے قبول اسلام کو ہی اپنا حق مہر مقرر کرتی ہوں۔ یہ نکاح ام سلیمؓ کے بیٹے انس بن مالکؓ کے زیر اہتمام ہوا تھا۔39

اسماء بنت یزیدؓ کا دعوتی کردار

آپؓ حضرت معاذ بن جبلؓ کی پھوپھی زاد بہن ہیں قبیلہ انصار سے تعلق رکھنے والی صحابیہ ہیں یہ بہت عقل مند اور ہوش گوش والی عورت تھیں ۔ ایک بار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں بہت سی عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے چنانچہ ہم عورتیں آپ پر ایمان لائی ہیں۔ اور آپ ﷺ کی پیروی کا عہد کیا ہے اب صورت حال یہ ہے کہ ہم عورتیں پردہ نشین بنا کر گھروں میں بٹھا دی گئی ہیں اور ہم اپنے شوہروں کی خواہشات پوری کرتی ہیں اور ان کے بچوں کو گود میں لئے پھرتی ہیں اور ان کے گھروں کی رکھوالی کرتی ہیں اور ان کے مالوں اور سامانوں کی حفاظت کرتی ہیں اور مرد لوگ جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجر عظیم حاصل کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان مردوں کے ثوابوں میں سے کچھ ہم عورتوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں؟

یہ سن کر نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ دیکھو اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اسماءؓ! تم سن لو اور جا کر عورتوں سے کہہ دو کہ عورتیں اگر اپنے شوہروں کی خدمت گزاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ اپنے شوہروں کی خوشنودی طلب کرتی رہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتی رہیں تو مردوں کے اعمال کے برابر ہی عورتوں کو بھی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر حضرت اسماء بنت یزیدؓ مارے خوشی کے نعرہ تکبیر لگاتی ہوئی باہر نکلیں۔40

حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ کا دعوتی کردار

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان عدی سے تھا۔

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا ہجرت سے قبل بڑے ناساز گار حالات میں سعادت اندوز اسلام ہوئیں اور پھر جب بارگاہ رسالت سے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت ہوئی تو انہوں نے بھی ہجرت کا شرف حاصل کیا۔ حافظ ابن حجر نے "الاصابہ" میں لکھا ہے کہ وہ ان چند خواتین میں سے تھیں جنہوں نے سب سے پہلے ارشاد نبوی پر لبّیک کہا اور ارض مکّہ کو ہمیشہ کیلیے چھوڑ کر مدینہ منورہ میں مستقل اقامت اختیار کر لی۔41

حضرت شفاء رضی اللہ عنہا ان معدودے چند خواتین میں سے تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ کئی امراض کے مریض ان کے پاس آتے تھے اور وہ جھاڑ پھونک یعنی ٹوٹکے منتر سے ان کا علاج کرتی تھیں۔ اہل سِیَر نے ان کے چیونٹی کے کاٹنے کے منتر کا خصوصیت سے ذکر کیا

ہے۔علامہ ابن اثیر صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں کہ جب کسی کو چیونٹی (زہریلی یا سخت قسم) کاٹتی تو وہ یہ منتر پڑھ کر کاٹے کی جگہ پھونکتیں۔

"باسم اللّٰه صلو صلب خير يعود من أفواهها ولا يضرّ أحدا، اكشف الباس ربّ النّاس." 42

سنہ 3 ہجری میں سرورِ عالم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو ایک مرتبہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حفصہ کو بھی لکھنا سکھا دو، انہوں نے ارشاد نبوی کی تعمیل کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا سکھا دیا۔ ایک دفعہ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتی تھی اور چیونٹی کاٹنے پر یہ منتر پڑھا کرتی تھی، کیا مجھے اب بھی ایسا کرنے کی جازت ہے؟ چونکہ اس منتر میں شرک کی آمیزش نہیں تھی، اس لیے حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی بلکہ یہ فرمائش بھی کی کہ یہ منتر حفصہ کو بھی سکھا دو۔ حافظ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ اس موقع پر حضور ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

"علّمي حفصة رقية النّملة كما علّمتها الكتابة" 43

"حفصہ کو بھی چیونٹی کا منتر سکھا دو جیسا کہ تم نے اسے لکھنا سکھایا۔"

لہٰذا آپؓ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنے کے علاوہ چیونٹی کاٹے کا منتر بھی سکھا دیا۔ اس لحاظ سے وہ امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی استاد ہیں۔

اُمّ ورقہ بنت عبد اللہؓ

ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث الانصاریہ، آپؓ کا مزید تعارف نہیں مل سکا، تاہم آپؓ غزوہ بدر میں زخمیوں کی دیکھ بھال کی اجازت طلب کی اور خواہش ظاہر کی سنن ابو داوٗد میں ہے کہ: "لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً "44 "میری دلی تمنا ہے کہ میں بھی شہید ہو جاؤں" تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی شہید ہو اور متعدد احادیث مبارکہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ "اِنْطَلِقُوا نَزُورُ الشَّهِيدَةَ ": "چلو شہیدہ سے ملنے چلیں" 45

آپ رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے ایک تھیں جو کہ قرآن کی حافظہ اور رسول ﷺ کی اجازت سے اپنے گھر میں ایک موذن بھی مقرر کیا اور ساتھ ہی اپنے گھر والوں کو نماز میں امامت بھی کرواتی۔ 46

دورِ حاضر میں خواتین کے دعوتی کردار کی ضرورت

درج بالا تمام صحابیات اور ان جیسی اور بے شمار داعی و مبلغین خواتین کے کردار آج کے دور میں مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بطور داعی و مبلغ عورت کا کردار پوری کائنات میں اہمیت کا حامل ہے لیکن نفاذ اسلام کے اس عمل کو اپنی ذات سے شروع کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر خواتین صاحب علم و عمل ہوں اور قرآن کریم کی ابدی تعلیمات کو اپنی زندگی میں شامل کر لیں تو پھر معاشرے کو امام حسنؓ و حسینؓ، امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام الاولیاء سید عبد القادر جیلانیؒ جیسے بیٹے نصیب ہوتے ہیں۔ آج کے پر فتن دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین اپنے علم و عمل میں نکھار پیدا کریں۔ اپنے کردار کو سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے اوصاف سے مزین کریں۔ اپنی شخصیت کو اسلام کی ابدی تعلیمات کے مطابق سنواریں۔ دعوت و تبلیغ کو اپنی ذات سے شروع کر کے پورے معاشرے میں پھیلائیں تا کہ ایک فلاحی اسلامی معاشرہ قائم ہو۔ نفاذ اسلام کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ ہمارا یقین روز آخرت پر ایسا ہو کہ اس کے اثر سے عملی زندگی تبدیل ہو کر رہ جائے اس دور پر فتن میں اگر آج کی عورت اپنے دین و ایمان میں مضبوطی اور اپنے بچوں کی صحیح خطوط پر تربیت کرنا چاہتی ہے تو وہ اس عظیم مشن کا حصہ بن کر اسلام کی خدمت

کر سکتی ہے۔

خلاصہ کلام

سطور بالا سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوتی و تبلیغی جدوجہد کا مرکز جس طرح مردوں کو بنایا اسی طرح عورتوں کو بھی بنایا۔ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں جس طرح خدا پرستی کا مثالی جذبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا ہوا ،اسی طرح صحابیات رضی اللہ عنہن میں بھی انقلابی روح پیدا ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے تربیت جس طرح صحابہؓ نے پائی، اس طرح صحابیاتؓ بھی رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت اور ان کی مثالی تربیت کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہو کر دیگر خواتین کے لیے نجوم ہدایت بن گئیں۔

حوالہ جات

1- التوبہ۹:۷۱

2- الترمذی،محمدبن عیسیٰ،سنن ،کتاب المناقب،باب فضل خدیجہ رضی اللہ عنہا، مکتبہ دار السلام،الریاض،۱۹۹۸ء حدیث:۳۸۷۸

3- الازہری،پیر کرم شاہ،ضیاءالنبی،ضیاءالقرآن پبلیکیشنز ،لاہور،۱۴۱۸ھ،۴۷۹/۷

4- ابن عبدالبر،یوسف بن عبداللہ،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب، مکتبہ دار الاعلام،۲۰۰۲ء ،۸۸۹/۴

5- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،مکتبہ دارالکتب العلمیہ،بیروت،۱۹۹۴ء ،۱۵۷/۷

6- ابن عبدالبر،یوسف بن عبداللہ،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب،مکتبہ دار الجیل،بیروت،۱۹۹۲ء ،۱۳۵۲/۴

7- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ،مکتبہ دار الجیل،بیروت،۱۴۱۲ھ ،۷۲۸/۷

8- ابوالحجاج،یوسف بن عبدالرحمٰن،تہذیب الکمال فی اسماءالرجال،ناشر ،موسسۃ الرسالۃ،بیروت،۱۹۸۰ء ،۲۰۱/۳۵

9- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۱۹۶/۸

10- زرقانی،محمدبن عبدالباقی،مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۱۹۹۶ء،۳۸۱/۴

11- ابن کثیر،اسماعیل بن عمر،البدایہ والنہایہ،داراحیاءالتراث العربی،بیروت،۱۹۸۸ء ،۱۵۹/۳

12- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۲۳۲/۸

13-زرقانی،محمدبن عبدالباقی، المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ، ۳۹۵/۴

14- البنکانی،ماجد،حیات صحابیات،(مترجم:محمداحمدغضنفر)، ناشر نعمانی کتب خانہ ،لاہور،۲۰۰۷ء ،ص۶۶

15- ابن عبدالبر،یوسف بن عبداللہ،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب ،۱۸۱۱/۴

16- ابن عبدالبر،یوسف بن عبداللہ،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب ،۱۶۸۲/۴

17- البخاری،محمدبن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب العتق، بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ العَرَبِ رَقِيقًا، فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ، حدیث ۲۵۴۱

18- ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،سنن، ، كِتَاب الْعِتْقِ ، بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْكِتَابَةُ، مکتبہ دارالسلام الریاض، ۱۹۹۸ء ،حدیث ۳۹۳۱

19- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، ۷۴/۸

20- ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،سنن، كِتَاب الْعِتْقِ ، بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْكِتَابَةُ، ،حدیث۳۹۳۱

21- الذہبی ،محمدبن احمد،سیر اعلام النبلاء،موسسۃ الرسالہ،بیروت ،۱۹۸۵ء ،۲۶۳/۲

22- ابن سعد،محمدبن سعد،الطبقات الکبریٰ،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۱۹۹۰ء ،۲۶/۸

23- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،۲۱۵/۲

24- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۷۲۸/۷

25- القشیری،مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح، کتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَأَهْلِ سَفِينَتِهِمْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ ،مکتبہ دار السلام،الریاض،۱۹۹۸ء ،حدیث۶۴۱۱

26- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،۲۱۵/۲

27- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۱۵۰/۸

28- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۱۵۰/۸

29- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،۱۲۴/۷

30- ابن سعد،محمدبن سعد،الطبقات الکبریٰ،۱۲۳/۸

31- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،۳۳۹/۷

32- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،۲۱۵/۲

33- البخاری،محمدبن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب التیمم، بَابٌ: الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ المُسْلِمِ، يَكْفِيهِ مِنَ المَاءِ ،حدیث ۳۴۴

34- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۱۹۰/۸

35- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،۱۵۲/۷

36- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۱۹۰/۸

37- ابن عبدالبر،یوسف بن عبداللہ،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب ،۴۱۹/۴

38- ابن سعد،محمدبن سعد،الطبقات الکبریٰ،۳۱۳/۸

39- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ،۳۳۳/۷

40- ابن عبدالبر،یوسف بن عبداللہ،الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب،۳۵۰/۴

41- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۷۲۸/۷

42- ابن الاثیر،علی بن الکرم ، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،۱۶۲/۷

43- ابن حجر،احمدبن علی،الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ،۲۰۱/۸

44- ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن، كِتَاب الصَّلَاةِ ، بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ، حدیث۵۹۱

45- احمد بن حنبل، مسند، باب اُمّ ورقہ بنت عبد اللہ، موسسۃ الرسالہ،۲۰۰۱ء،۴۵/ ۲۵۳، حدیث۲۷۸۲۸

46- ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ،۸/ ۴۵۷